HABIBIA ISLAMICUS
(The International Journal of Arabic &Islamic Research) (Bi-Annual) Trilingual (Arabic, English, Urdu) ISSN:2664-4916 (P) 2664-4924 (E)
Home Page: http://habibiaislamicus.com
Approved by HEC in Y Category
Indexing: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.
PUBLISHER HABIBIA RESEARCH ACADEMY
Project of **JAMIA HABIBIA INTERNATIONAL,** Reg. No: KAR No. 2287 Societies Registration Act XXI of 1860 Govt. of Sindh, Pakistan.
Website: www.habibia.edu.pk,
This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

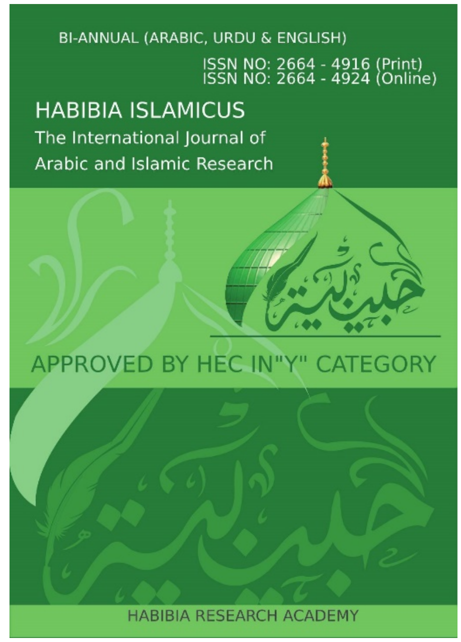

TOPIC:

A RESEARCH REVIEW ON CONCEPT OF MODERATIONISM IN ISLAM AND EXTREMISM IN PRESENT ERA

اسلام کا تصورِ اعتدال اور موجودہ دور کی انتہا پسندی کا ایک تحقیقی جائزہ

AUTHORS:

1. *Ali Raza Abdi, Research Scholar, Federal Urdu University, Karachi. Email: alirazaaabdi65@gmail.com , Orcid ID: https://orcid.org/0000-0002-4398-2812*
2. *Dr. Muhammad Hassan Imam, Chairman, Dept. of Islamic Learning, FUUAST, Karachi. Email: dr.hassanimam77@yahoo.com , Orcid ID: https://orcid.org/0000-0003-1116-1793*

HOW TO CITE: *Abdi, A. R., & Imam, D. M. H. (2021). A RESEARCH REVIEW ON CONCEPT OF MODERATIONISM IN ISLAM AND EXTREMISM IN PRESENT ERA : اسلام کا تصورِ اعتدال اور موجودہ دور کی انتہا پسندی کا ایک تحقیقی جائزہ. Habibia Islamicus (The International Journal of Arabic and Islamic Research), 5(1), 111-126. https://doi.org/10.47720/hi.2021.0501u07*
URL: http://habibiaislamicus.com/index.php/hirj/article/view/144
Vol. 5, No.1 || January –March 2021 || P. 111-126
Published online: 2021-12-10

QR CODE

A RESEARCH REVIEW ON CONCEPT OF MODERATIONISM IN ISLAM AND EXTREMISM IN PRESENT ERA

اسلام کا تصورِ اعتدال اور موجودہ دور کی انتہا پسندی کا ایک تحقیقی جائزہ

Ali Raza Abdi Muhammad Hassan Imam

ABSTRACT

Islam is the religion of moderationism. Islam is easiest and vast religion. It is based on moderationism and pure from any exaggeration. Islam is such a religion, which encompasses all the human traits and values i.e. beliefs, prayer, character, social values or any other part of society or social life. Islam emphasizes moderationism in all aspects of social life. Islam teaches to be moderate in dealings of any sort with people. All the teachings of Islman fall in the realm of moderation. The one who follows the path of moderationism never goes astray in any social or economic dealings. Our Holy Prophet (PBUH) laid special stress on the teachings and implementation of moderation in all aspects of one's life. If any person leaves the path of moderationism, in terms of any thing, goes astray and get himself invoved in the sinful activites. Therefore, moderationism is the guarantee for life of contentment and bliss. Has Islam forbits extravagancy extremism and exaggeration, similarly it enjoins to follow the path of moderation. Islman intends Muslim ummah's life and behavior should depict a true picture of moderationism in order to be distinguished from other Ummahs, as it is also the glorious teaching of the Holy Quran.

KEYWORDS: *Moderationism in Islam, extremism in present era, astray, exaggeration.*

اسلام دینِ اعتدال ہے اور اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اسلام کا لغوی مفہوم ہی سلامتی، امن، سکون اور تسلیم و رضا ہے۔ امن و سکون مہذب انسانی معاشرے کی اعلیٰ خصوصیت ہے جہاں توازن و اعتدال نہیں وہاں ظلم و تشدد ہے اور ظلم درندگی کی علامت ہے انسانیت کی نہیں۔ اسلام بہت آسان، کشادگی اور وسعت سے بھرا ہوا، معتدل اور افراط و تفریط سے پاک دین ہے۔ اس کی تمام تعلیمات خواہ وہ عقائد سے متعلق ہوں یا عبادات سے، معاملات سے تعلق رکھتی ہوں یا معاشرت سے عدل وانصاف اور میانہ روی پر مبنی ہیں، نہ ان میں افراط ہے کہ عمل کرنے والا ملال و تنگ دلی کا شکار ہو جائے اور نہ تفریط و جفا ہے کہ صاحب حق کا حق ادا نہ ہو سکے بلکہ ہر میدان میں ایک درمیانی اور معتدل راہ ہے۔ قرآن مجید اور احادیث رسول میں اس پر کثیر دلائل موجود ہیں، چنانچہ ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: إن الدين يسر، ولن يشاد الدين أحد إلا غلبه، فسددوا وقاربوا، وأبشروا، واستعينوا بالغدوة والروحة وشيء من الدلجة.(1) ترجمہ: یقیناً دین آسان ہے اور جو دین میں بے جا سختی کرتا ہے تو دین اس پر غالب آجاتا ہے۔ لہٰذا تم سیدھے راستے پر رہو، میانہ روی اختیار کرو اور صبح و شام اور کچھ حصہ رات کو عبادت کرو میانہ روی اختیار کرو منزل مقصود کو پہنچ جاؤ گے۔

اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ اگر دین کو معتدل انداز سے اپنایا جائے تو یقیناً دین بہت آسان ہے۔ کیونکہ دین میں بلاوجہ زیادہ سختی کرنے والا دین کے تقاضوں پر عمل کرنے سے عاجز رہ جاتا ہے اور کچھ ہی دنوں میں تنگ دل ہو کر سستی و کاہلی اختیار کر لیتا ہے۔

فصل اول: اعتدال کی لغوی اور اصطلاحی تعریف، قسمیں اور اہمیت: اعتدال کی لغوی تعریف:

اعتدال عدل (ع، د، ل) سے مشتق ہے، جو باب افتعال کا مصدر ہے، جس کے معانی لغت عرب میں انصاف، پیمانہ یا سیدھا معاملہ امر معتدل یعنی دو حالتوں میں سے متوسط حال اختیار کرنا ہے۔ علامہ مجد الدین فیروز آبادی اعتدال کی لغوی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: **الاعتدال توسط حال بین حالین فی کم او کیف و کل ما تناسب فقد اعتدل**[2] ترجمہ: اعتدال یہ ہے کسی چیز کی کمیت اور کیفیت کی دونوں حالتوں میں سے درمیانی حالت کو اختیار کرنا اور ہر چیز کا تناسب قائم کرنا ہے۔ وسط عدل کے معنی میں بھی آتا ہے جیسا کہ کہتے ہیں۔ "ھو اوسط الناس" وہ لوگوں میں سب سے بڑا عادل ہے۔ ان کے علاوہ بھی وسط کا لفظ عربی زبان میں کئی دوسرے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ "اچھے اور ردی کے درمیان کی چیز"۔ "دو آدمیوں کے درمیان وساطت کرنے والا انسان" وغیرہ وغیرہ۔[3]

وسط کا قرآن مجید میں استعمال: لفظ "وَسَط" قرآن مجید میں بھی استعمال ہوا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: **وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا.** [4] ترجمہ: اور ہم نے تم کو ایک معتدل امت بنایا ہے۔ اِس آیت مبارکہ میں لفظ "وَسَط" کی تفسیر "عدل" سے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ امام احمد نے حضرت ابو سعید خدری رض اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ: **الوسط العدل**[5]، یعنی وسط عدل ہی ہے۔ عدل اور وسط قریب المعنیٰ الفاظ ہیں۔ عدل کا مطلب ہے: دو یا دو سے زائد متنازع فریقوں میں بغیر کسی کے جانب مائل ہوئے معتدل راہ اختیار کرنا، یا بالفاظ دیگر اُن فریقوں کے درمیان ایسا اعتدال رکھنا کہ اُن میں سے ہر ایک کو اُس کا پورا پورا حق دیا جائے۔

اِس آیت مبارکہ میں لفظ "وَسَط" سے مراد لیتے ہوئے علامہ ماوردی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں: **فيه ثلاثة تأويلات: أحدها: يعني خيارا , والثاني: أن الوسط من التوسط في الأمور , لأن المسلمين توسطوا في الدين , فلا هم أهل غلو فيه , ولا هم أهل تقصير فيه , والثالث: يريد بالوسط: عدلا , لأن العدل وسط بين الزيادة والنقصان.** [6] ترجمہ: اس میں تین احتمالات ہیں۔ ایک: بھلائی، دوسرا: درمیانہ پن، جو امور میں درمیانہ روی ہے؛ کیونکہ مسلمان دین میں درمیانہ روی اختیار کرتے ہیں۔ پس وہ نہ ہی غلو کرتے ہیں اور نہ ہی قصر کرتے ہیں۔ تیسرا: وسط سے مراد عدل ہے؛ کیونکہ نقصان اور زیادتی میں عدل ہی معتدل ہے۔

قرآن مجید کی مذکورہ آیت مبارکہ کے تفاسیر سے معلوم ہوا کہ امتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کو صفتِ اعتدال سے متصف کیا گیا ہے۔

وسط کا حدیث میں استعمال: احادیث مبارکہ میں بھی وسط کا لفظ متعدد بار آیا ہے۔ جہاں وسط سے مراد "صراط مستقیم" ہے۔ جیسا کہ حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: **كنا عند النبي صلى الله عليه وسلم فخط خطا، وخط خطين عن يمينه، وخط خطين عن يساره، ثم وضع يده في الخط الأوسط، فقال: هذا سبيل الله.** [7] ترجمہ: بےشک ہم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں موجود تھے، آپ نے ایک لمبی لکیر کھینچی، پھر اُس لکیر کے دائیں اور بائیں بھی لکیر کھینچی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے "درمیانہ لکیر" پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: یہ اللہ کا راستہ ہے۔

اس حدیث میں متعدد لائنوں کے درمیان جس خط کو کھینچا گیا، وہ صراط مستقیم تھا، جو درمیان میں تھا، یعنی ایسی راہ اعتدال جس میں نہ افراط ہو اور نہ ہی تفریط ہو۔ اور غلو و شدت کے درمیان راہ معتدل ہو، اُس کو صراط مستقیم کہا گیا ہے۔

اعتدال کی اصطلاحی تعریف: اعتدال کی اصطلاحی تعریف کرتے ہوئے علامہ عبد الرؤف مناوی رقم طراز ہیں: **الأمر المتوسط بين الإفراط والتفريط.** (8) ترجمہ: افراط اور تفریط کے درمیان متوسط امر۔

اعتدال کا حدیث میں استعمال: اعتدال کا کلمہ احادیث مبارکہ میں بھی سیدھا ہونا اور ٹھیک ہونے کے معانی میں استعمال ہوا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درج ذیل حدیث مبارکہ میں نماز باجماعت کے وقت صفوں کے معتدل ہونے کی اہمیت کو یوں بیان فرمایا ہے:

فإن اعتدال الصفوف من تمام الصلاة (9) ترجمہ: بے شک صفوں کا اعتدال نماز کے مکمل ہونے کی نشانی ہے۔

اعتدال کی اقسام: اسلام ایک ایسا دین اعتدال ہے کہ تمام شعبہ ہائے زندگی خواہ عقائد ہوں یا عبادات، اخلاقیات ہوں یا معاشریات، خواہ کوئی بھی زندگی کا شعبہ ہو اسلام انسانوں کے لئے آسان، وسط اور معتدل راہ کی نشاندہی کرتا ہے اور اعتدال کا حکم دیتا ہے۔۔ یہ وصف اسے دیگر مذاہب سے ممتاز کرتا ہے۔ ہم اپنے مقالے میں مختصر طور پر کچھ اعتدال کے اقسام ذکر کرتے ہیں۔

(۱) اعتقاد میں اعتدال اسلام اعتقاد میں افراط و تفریط کے مابین اعتدال کا حکم دیتا ہے۔ اسلام کی پر ایک دم بوجھ نہیں ڈالتا بلکہ آہستہ آہستہ تدریجا بتدریجا آسانی سے آغاز کرتا ہے۔ اس حقیقت کے طرف ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ نے اشارہ فرمایا کہ: **إنما نزل أول ما نزل منه سورة من المفصل، فيها ذكر الجنة والنار، حتى إذا ثاب الناس إلى الإسلام نزل الحلال والحرام، ولو نزل أول شيء: لا تشربوا الخمر، لقالوا: لا ندع الخمر أبدا، ولو نزل لا تزنوا، لقالوا: لا ندع الزنا أبدا.** (10) ترجمہ: قرآن میں سب سے پہلے جو چیز نازل کی گئی وہ مفصل سورہ ہے جس میں جنت اور دوزخ کا ذکر ہے۔ یہاں تک کہ لوگ جب اسلام کے دائرے میں آگئے تب حلال و حرام کے احکام نازل ہوئے۔ اگر بالکل شروع میں ہی حکم آتا کہ شراب نہ پیو تو لوگ کہتے کہ ہم شراب نہ چھوڑیں گے اور اگر یہ حکم دیا جاتا کہ زنا نہ کرو تو لوگ کہتے کہ ہم ہرگز زنا نہ چھوڑیں گے۔

(۲) عبادات میں اعتدال۔ عبادات کے سلسلے میں بھی اسلامی تعلیمات فطری اصولوں اور اعتدال پر مبنی ہیں۔ اسلام عبادات و شعائر میں ادیان کے درمیان راہ اعتدال پر قائم ہے۔ کچھ ادیان نے عبادت کو چھوڑ کر صرف اخلاقیات کو لازم جانا اور کچھ ادیان نے اپنے ماننے والوں کو شعبہ ہائے زندگی سے تعلق توڑ کر گوشہ نشینی اور خلوت اختیار کر کے فقط عبادت کا درس دیا۔ جیسا کہ عیسائیوں کے ہاں رہبانیت کا طریقہ ہے۔ اسلام مسلمان کو دن رات میں محدود وقت میں فرض عبادت نماز کا حکم دیتا ہے۔ ہفتہ میں ایک دن نماز جمعہ کا حکم ہے۔ بارہ ماہ میں سے

ایک ماہ کے روزے فرض کیے گئے ہیں۔ زندگی بھر میں ایک دفعہ حج فرض کیا گیا ہے۔ مال کی مقدار ایک خاص حد تک پہنچنے پر زکوۃ فرض کی گئی ہے۔ یہی اسلام کا عبادات میں راہِ اعتدال ہے۔

عبادت کے بعد رزق تلاش کرنے اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے مستفید ہونے کی دعوت دی گئی ہے۔ چنانچہ آیت کریمہ میں ہے: **يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ O فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللهِ وَاذْكُرُوا اللهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ.** [(11)] ترجمہ: اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کی آذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کے طرف دوڑو اور خرید و فروخت کو چھوڑ دو رہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ پھر جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو، اور اللہ کو بہت یاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔

اسی طرح عبادات میں بھی اعتدال کا وصف نمایاں ہے اور یہی وصف اس امت کا طرّہ امتیاز ہے۔ یہاں نہ عیسائیوں کے مانند غلو ہے اور نہ ہی یہودیوں کی طرح تقصیر، بلکہ یہاں تو نبی کریم ﷺ غلو یعنی جتنے کام کا شرعی حکم ہے اُس سے زیادتی کو "ایاکم والغلو" فرما کر رد فرمایا ہے۔ علاوہ ازیں عبادات میں اعتدال اپنانے کے سلسلے میں ہمیں کتب احادیث میں "باب القصد فی العمل" کا مستقل باب اور عنوان ملتا ہے۔ جس سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ دینی امور کے ساتھ ساتھ دنیوی امور میں بھی میانہ روی اور اعتدال مطلوب ہی نہیں بلکہ ضروری ہے۔ دین کی دعوت کے سلسلے میں بھی اعتدال ہی کو مد نظر رکھا گیا ہے بایں طور کہ لوگوں کو وعظ و نصیحت ہفتہ میں فقط ایک دن ہی ہو۔ اگر لوگ وعظ و نصیحت میں رغبت نہ کریں تو وعظ و نصیحت کو ترک کیا جائے۔ جیسا کہ حضرت سیدنا عکرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: **حدث الناس كل جمعة مرة فإن أبيت فمرتين فإن أكثرت فثلاث مرات ولا تمل الناس هذا القرآن ولا ألفينك تأتي القوم وهم في حديث من حديثهم فتقص عليهم فتقطع عليهم حديثهم فتملهم ولكن أنصت فإذا أمروك فحدثهم.** [(12)] ترجمہ: لوگوں کو ہر جمعہ کے دن وعظ و نصیحت کیا کرو۔ پھر اگر اِس سے زیادہ ہو تو ہفتہ میں دو مرتبہ اور اگر اِس سے بھی زیادہ کرنا چاہو تو تین مرتبہ۔ لوگوں کو اِس قرآن سے بے زار نہ کرو اور میں تمھیں اِس طرح نہ دیکھوں کہ تم کسی قوم کے پاس جاؤ اور وہ اپنی باتوں میں لگے ہوں اور تم اُن کی بات میں مداخلت کر کے اُنھیں وعظ سنانا شروع کر دو اور اِس طرح اُنھیں بے زار کرو۔ یہ نہیں، بلکہ خاموش رہو، پھر جب لوگ فرمایش کریں تو اُنھیں سناؤ، اِس طرح کہ وہ خواہش سے سُنیں۔ عہد نبوی میں بعض لوگ نماز میں اقامت کرتے تو اپنی قرائت سے نماز کو طویل کرتے تھے۔ جس سے کاروباری اور ضعیف لوگ گھبرا جاتے تھے۔ ایک شخص نے اسی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں امام کی شکایت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم سے زیادہ غصہ آیا آور فرمایا: **إذا صلى أحدكم للناس، فليخفف، فإن منهم الضعيف والسقيم والكبير وإذا صلى أحدكم لنفسه فليطول ما شاء.** [(13)] ترجمہ: جب تم میں سے کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے تو تخفیف کرے، کیونکہ جماعت میں ضعیف، بیمار اور بوڑھے سبھی ہوتے

ہیں۔ البتہ جب اکیلا پڑھے تو نماز کو جس قدر جی چاہے طویل کرے۔

اِس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ امام جب نماز میں قرائت کرے تو اپنی قرائت کو معتدل رکھے۔ نہ اتنی طویل ہو کہ لوگ اُکتا جائیں اور نہ اتنی مختصر ہو کہ نماز میں قرائت کا وجوب ادا ہو سکے۔

(۳) معاملات میں اعتدال۔ لوگوں کے ساتھ لین دین اور معاملات میں بھی اعتدال کا حکم دیا گیا ہے. اسلام ہر قسم کی بیع جس میں افراط و تفریط کا پہلو پایا جاتا ہے اسے باطل قرار دیا ہے. سود، ظلم، رشوت اور ہر وہ معاملہ جس میں جانبین میں سے ایک کو نقصان ہوتا ہے اور دوسرا سراسر فائدے میں رہتا ہے اس قسم کے معاملات کو ناجائز قرار دیا گیا ہے. کاروبار کی تمام شرائط وضوابط میں تیسیر، عدم الحرج اور اعتدال کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔

(۴) معاشرت میں اعتدال۔ اسلام ایسا دین ہے جو قیامت تک تمام ادیان پر غالب رہے گا۔ اسلام نے دیگر شعبوں کے مانند معاشرت میں بھی اعتدال پسندانہ رویہ اختیار کرنے کی تاکید کی ہے۔ معاشرے میں رہتے ہوئے اعتدال کو ملحوظ رکھنا از حد ضروری ہے ورنہ معاشرے میں زندگی بسر کرنا مشکل ترین ہو جائے گی۔ مثال کے طور پر اگر کوئی شخص معاشرے میں کسی کو دوست کرلیتا ہے تو لین دین معتدل پہلو سامنے رکھا جاتا ہے، نہیں تو نتیجۃً یہی چیز اختلاف کا سبب بن جاتی ہے، بلکہ ایسے بھی واقعات پیش آتے ہیں معتدل اور درمیانہ روی انداز نہ اپنانے کی وجہ سے دوست دشمن بن جاتا ہے اور معاملہ کورٹ تک پہنچ جاتا ہے۔ اِسی معاملے سے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مندرجہ ذیل قول میں معاشرتی زندگی میں بڑی حکیمانہ نصیحت شامل ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے: **أحبب حبيبك هونا ما عسى أن يكون بغيضك يوما ما، وأبغض بغيضك هونا ما عسى أن يكون حبيبك يوما ما.** [14] ترجمہ: اپنے دوست سے دوستی میں اعتدال پسندی اختیار کرو، ممکن ہے وہ کسی دن تمہارا دشمن ہو جائے۔ اور اپنے دشمن سے دشمنی میں اعتدال اختیار کر، ممکن ہے وہ کبھی تیرا دوست ہو جائے۔

عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ آدمی دوستی و دشمنی میں اعتدال پر قائم نہیں رہ پاتا۔ جب کسی سے دوستی کرنے پر آتا ہے تو ایسی ٹوٹ کر کرتا ہے کہ وہ ٹوٹنے کا نام نہیں لیتی، اور دوست کی تمام عیوب و نقائص ہیچ نظر آتے ہیں۔ اور جب ٹوٹتی ہے تو تسبیح کے دانوں کی طرح دونوں بکھر جاتے ہیں، اور ایک دوسرے سے حد درجہ نفرت کرنے لگتے ہیں۔ اسی طرح جب عداوت کرنے پر آتے ہیں تو حیوانیت کا لبادہ اوڑھ کر ایک دوسرے کے جان کے درپے ہو جاتے ہیں۔ ایک دوسرے کی خون کی پیاسے بن جاتے ہیں، اور نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ دوسرے کی تمام تر خوبیاں آنکھوں میں تنکے کی ماند کھٹکنے لگتی ہیں۔ ایسی کشمکش میں اگر راہِ اعتدال کو اپنایا جائے تو دوستی دشمنی میں تبدیل نہیں ہو سکتی۔

(۵) اخلاق میں اعتدال۔ اسلام نے اخلاق کے بارے میں بھی میانہ روی اور اعتدال کا حکم دیا ہے اسلام نے افراط و تفریط سے پاک اخلاقی

تعلیمات دی ہیں۔ اسلام کی ساری اخلاقی تعلیمات میانہ روی کے سنہری اصول کے مطابق ہیں۔ کرم، بخل اور اسراف کے درمیان حسین اخلاقی تعلیم ہے۔ شجاعت، سستی اور بے جا ظلم کے درمیان راہ اعتدال ہے۔ محبت اور بغض میں بھی راہ اعتدال کا درس ہے۔ محبت میں حد سے زیادہ نہ بڑھا جائے اور بغض میں بھی حد سے بڑھنے سے روکا گیا ہے۔

اعتدال کی تلقین: اسلام ہر معاملے میں راہِ اعتدال اپنانے کی تلقین کرتا ہے اور راہِ اعتدال پر گامزن ہونے والا شخص کبھی کسی بھی معاملے میں مایوسی کا شکار نہیں ہوتا۔ ہر معاملے میں اعتدال کی راہ اپنانے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **ما أحسن القصد في الغنى، وأحسن القصد في الفقر، وأحسن القصد في العبادة۔** [15] ترجمہ: کیا ہی اچھی ہے اعتدال پسندی دولت مندی میں، اور کیا ہی اچھی ہے اعتدال پسندی مفلسی میں، اور کیا ہی اچھی ہے اعتدال پسندی عبادت میں۔

اعتدال کی اہمیت: کسی بھی چیز کی اہمیت کا اندازہ اس کے فوائد اور اس سے متعلق کی گئی تاکید اور سفارش سے کیا جاتا ہے۔ اعتدال کو اسلام کی نمایاں ترین خصوصیات میں شمار کیا جاتا ہے۔ اعتدال کے فوائد زیادہ ہیں اور اسی طرح اعتدال کی تاکید بھی کئی گئی ہے۔ انسان میں کچھ خوبیاں ایسی ہوتی ہیں کہ اگر انسان ان خوبیوں کو اپنی زندگی کے تمام شعبوں میں اپنائے تو اپنے مقاصد میں کامیاب ہو سکتا ہے اور انسان بہت سی پریشانیوں سے محفوظ بھی رہ سکتا ہے۔ ان خصلتوں میں ایک خوبی وخصلت راہِ اعتدال بھی ہے۔ ہر ذی شعور سمجھتا ہے کہ اگر راہِ اعتدال اپنائی جائے تو بہت سی پریشانیوں سے نجات بھی ہے اور زندگی گذارنے کا سہل انداز بھی ہے۔ کوئی بھی کام ہو چاہے چھوٹا ہو یا بڑا اگر اعتدال پسندی سے سرانجام دیا جائے تو بہت ہی اچھا ہوتا ہے اور از جلد پایہ تکمیل تک پہنچ جاتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی کام کسی عمل میں حد سے زیادہ کمی کی جائے تو وہ تفریط کہلاتی ہے یہ بھی غلط، بے نتیجہ اور بسا اوقات نقصان دہ ہوتی ہے۔ ان دونوں کے درمیان جو درجہ ہے، وہ اعتدال ہے یعنی میانہ روی ہر سنجیدہ انسان کے نزدیک یہی درجہ پسندیدہ، معتبر اور معقول ہوتا ہے۔ اگر انسان راہِ اعتدال کو ترک کرتا ہے تو اس سے ظلم سرانجام ہوتا ہے۔ ظلم بھی تو راہ اعتدال سے ہٹنے کے نتیجہ میں انسان سے سرزدہ ہوتا ہے، جس کی فکر، اعتدال کے مرکب پر چلتی ہے ظلم اُس کا انجام نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ اُس کے افعال میں بھی اعتدال نظر آتا ہے۔ اِسی لیے عقلمند انسان کبھی بھی راہِ اعتدال کو نہیں چھوڑتا ہے اور زندگی کے تمام مرحلے میں اِس کا خیال رکھتا ہے کیوں کہ افراط اور تفریط کا نتیجہ ندامت اور نقصان ہے، جبکہ میانہ روی کا انجام کامیابی، سکونِ قلب اور اطمینان ہے۔ انسانی زندگی میں اعتدال سب سے زیادہ ثمر بخش اور مفید ہونے کیساتھ انتہائی ضروری چیز ہے کیونکہ جہاں پوری کائنات کی بقاء میں اِس کا کردار ایک مسّلمہ حقیقت ہے وہاں انسان کی زندگی میں مثبت اثرات کا سبب بھی اعتدال ہی ہے۔ افراط و تفریط کے نتیجے میں اگر انسان اضطراب ذہنی اور عملی میدان میں نقصان اور ندامت و پشمانی کا شکار رہتا ہے تو اعتدال اور میانہ روی انسان کو سکونِ قلبی، اطمینان نفس سے سرشار کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمیں اسلام عبادت، معیشت، کاروبار، اخراجات اور دوسرے موارد میں اعتدال سے کام لینے کی تلقین کرتا ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ ایک کام فی ذاتہ اچھا ہو لیکن اگر اس میں

افراط و تفریط سے کام لیا جائے تو انسان کو حق سے دور کر دیتا ہے۔

اسی طرح اعتدال امن اور خطرات سے حفاظت کا ضامن ہے۔ اس لئے کہ کسی بھی شی کا اطراف، کنارے عام طور پر مصائب کے زد میں آجاتے ہیں اور بیچ کا جو حصہ ہوتا ہے وہ محفوظ رہتا ہے۔یہی حال نظامِ معتدل اور منہج امت کا بھی ہے۔اسی طرح اعتدال دلیل قوت ہے بایں طور کہ بیچ کا حصہ ہی مرکزِ قوت ہوتا ہے۔ جوانی ہی کو دیکھ لیجئے، وہ قوت کا مرحلہ ہے اور بچپن اور بڑھاپے کے دوران مرحلوں میں ضعف ہوتا ہے۔لہذا انسانی زندگی کا جو معتدل حصہ ہے اس حصے میں فطرتی قوت شامل ہے۔اعتدال ہی مرکزِ وحدت ہے۔ کسی شی کے اطراف زیادہ ہوتے ہیں، لیکن وسط (معتدل حصہ) ایک ہی ہوتا ہے۔ تمام اطراف اُس پر آکر مل سکتے ہیں۔اس لئے کہ معتدل حصہ مرکز ہوتا ہے، مادی، فکری اور معنوی تمام پہلوؤں میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ اسلام میں سہل کا اندازہ اس سے لگایئے کہ خود مسلمان کو شریعت کا حکم یہ ہے کہ وہ اعمال میں اعتدال اور میانہ روی اختیار کرے، لہٰذا لازم ہے کہ دین کے اعمال وعبادات میں ایسی شدت اور انتہاء کو اختیار نہ کیا جائے کہ آدمی اصل عمل سے ہی رہ جائے۔ اگر دوسری قومیں راہ اعتدال چھوڑ دیتی ہیں تو کچھ زیادہ حیرت کی بات نہیں ہے کیوں کہ اُن کو وسطیت واعتدال کی تعلیم ملی ہی نہیں ہے۔ لیکن اُمت مسلمہ اگر راہِ اعتدال چھوڑتی ہے، تو یہ بڑے افسوس، تعجب اور حیرانی کی بات ہے، کیوں کہ اِس اُمت کو توازن واعتدال کی تعلیم واضح اور مفصل ملی ہے۔

فصل دوم: بے اعتدالی کے اسباب: بے اعتدالی کے اسباب بہت ہیں۔ ہم یہاں اپنے مقالے میں کچھ اسباب ذکر کرتے ہیں۔(۱) ایک سبب غلو یا انتہا پسندی ہے۔ انتہاء پسندی کا دائرہ مذہبی امور سے لے کر معاشرتی امور، رسم ورواج اور سیاسی افکار و نظریات سب کو شامل ہے۔ قرآن مجید نے اہل کتاب کے غلو فی الدین کو رَد کیا ہے۔ اور دینی اُمور میں غلو کو ممنوع قرار دیا ہے۔ اہل کتاب نے حضرت عیسی علیہ السلام کو مقامِ رسالت سے بلند کر کے درجہ الوہیت پر فائز کر دیا، انہوں نے حضرت مسیح علیہ السلم کو ابن اللہ کہہ کر خدائی میں شریک کر دیا۔ سورہ نساء میں ارشاد ربانی ہے: **يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللهِ إِلَّا الْحَقَّ إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللهِ.** [16] ترجمہ: اے اہل کتاب دین کے معاملے میں حد سے نہ بڑھو، اور اللہ کے بارے میں حق کے سوا کچھ نہ کہو، مسیح بن مریم تو اللہ کے رسول ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مذہبی انتہاپسندی کے روک تھام کے لئے ارشاد فرمایا ہے: **وإياكم والغلو في الدين، فإنما هلك من كان قبلكم بالغلو في الدين.** [17] ترجمہ: دین کے معاملے میں غلو سے بچو، بیشک تم سے پہلے جس نے بھی دین میں غلو کیا وہ ہلاک ہو گئے۔

(۲) بے اعتدال ہونے کا ایک سبب اتباعِ نبوی علیہ السلام کا اہتمام نہ کرنا ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نشست و برخاست میں، خورد ونوش میں، گفتار ورفتار میں یہاں تک کہ ہر قول و فعل میں اعتدال کا انتظام تھا۔

(۳) بے اعتدالی کے اسباب میں ایک سبب تعدی بھی ہے۔ تعدی کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنی قانونی اور اخلاقی حدود کو پامال

کر کے دوسرے کو نقصان پہنچائے یا اس کے ساتھ زیادتی کرے۔ عام طور پر اس کی وجہ خود غرضی، حسد، تعصب اور حرص و لالچ ہوتی ہے۔ قرآن و سنت کی رُو سے یہ تمام رذائل حرام ہیں۔ قرآن مجید نے اعتداء یا تعدی کو ظلم کے مترادف قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:**وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ.** (18) ترجمہ: جو شخص اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدود سے تجاوز کرے تو وہ ظالم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اعتداء اپنانے والے شخص کو بایں طور پر بھی تنبیہ فرمائی ہے کہ وہ اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:**وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ.** (19) ترجمہ:: جو شخص نے اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدود سے تجاوز کرے گا وہ نے اپنے نفس پر ظلم کرے گا۔ قرآن حکیم میں تقریبا ۳۴ مقامات میں اعتداء کا ذکر فرمایا گیا ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے اُس کو انتہائی ناپسندیدہ فرمایا ہے اور اُس کو گناہ قرار دیا ہے اور اُس کی روک تھام کے لئے ہدایات ارشاد فرمائی ہیں۔

(۴) بے اعتدالی کے اسباب میں ایک سبب ظلم بھی ہے۔ مسلمان مفکرین کے بقول ظلم کا مفہوم یہ ہے "وضع الشی فی غیر محلہ" یعنی کسی چیز کو اس کے اصل مقام سے ہٹ کر غیر موزوں مقام پر لکھنا ظلم ہے۔"اس تعریف کے لحاظ سے ظلم کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ اس میں وہ اسباب بھی آجاتے ہیں جنہیں ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں۔ ظلم جسمانی تشدد کی صورت میں بھی ہو سکتا ہے تو معاشی استحصال کی صورت میں بھی ہو سکتا ہے۔ ناجائز سیاسی تسلط اور دباؤ کے ذریعہ بھی ہو سکتا ہے۔ اعتدال کی قوتوں کو سب سے زیادہ خطرہ اس ظلم سے ہوتا ہے جو ایک ملک کی جانب سے دوسرے ملک کے لوگوں پر کیا جاتا ہے۔ یہ مقالہ ظلم کے داستانوں کا متحمل نہیں بن سکتا، ورنہ ظلم کے داستان تفصیل سے بتادیئے جاتے۔ یہاں صرف یہ بیان کیا گیا ہے کہ ظلم کی وجہ سے بھی اعتدال میں بگاڑ پیدا ہو سکتا ہے۔ اسلامی تعلیمات نے ظلم کو حرام قرار دیا ہے اور ساتھ ساتھ مظلوم کی فریادرسی بھی ضروری قرار دی گئی ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل نے حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرمائی ہے کہ:**انصر أخاك ظالما أو مظلوما.** (20) ترجمہ: اپنی بھائی کی مدد کرو ظالم ہو یا مظلوم۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مظلوم کی مدد کی بات تو سمجھ میں آتی ہے، مگر ظالم کی مدد کیسے کی جائے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمنعه من الظلم. (21) یعنی ظالم کی مدد یہ ہے کہ ظالم کو ظلم کرنے سے روک دو۔

فصل سوم: اسلام اور اعتدال کا باہمی ربط اور اہمیت: اسلام اور اعتدال کا باہمی ربط: شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰت والتسلیمات افراط و تفریط کے درمیان ایک معتدل شریعت ہے، جس میں نہ بالکل کھلی چھوٹ ہے اور نہ ہی بالکل مواخذہ و مطالبہ ہے۔ اسلام جہاں غلو اور مبالغے سے منع کرتا ہے وہیں ہر معاملے میں راہ اعتدال اپنانے کی ترغیب بھی دیتا ہے۔ اسلام سے پہلے زندگی کے بارے میں مختلف گروہوں کا رویہ افراط و تفریط پر مبنی تھا۔ ایک گروہ نے مادی زندگی ہی کو سب کچھ سمجھ رکھا تھا، لہذا اُس کی تمام سرگرمیاں اسی کے گرد گھومتی تھیں۔ ایک دوسرے گروہ نے مادی زندگی کو آرائش سمجھ کر رد کر دیا تھا۔ اُن کے نزدیک سچی مذہبیت ترک دنیا سے ہی حاصل ہوتی تھی۔ چونکہ دونوں نظریات ہی انسانی فطرت کے خلاف ہیں۔ لہذا انسانیت ان دونوں انتہاؤں کے متحمل نہیں ہو پاتی۔ کیونکہ افراط کی

صورت میں انسانی معاشرے میں بے حیائی اور فحاشی کا سلسلہ شروع ہو گا۔ اور رہبانیت کے سائے میں خانقاہیں عبادت کے بجائے بدکاری کے اڈے بن جائیں گی، جیسا کہ تاریخ ایسے بیسیوں واقعات سے بھری پڑی ہے۔ اسلام یہ چاہتا ہے کہ امت مسلمہ کی زندگی، فکر اور رویہ اعتدال پر ہو تاکہ یہ امت مسلمہ دوسری امتوں سے ممتاز ہو۔ اس کا اشارہ ہمیں قرآن مجید میں بھی ملتا ہے، انسانی زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق اسلامی تعلیمات میں اعتدال اختیار کرنے کی تعلیم ملتی ہے۔ بلکہ انسان کو یہ باور بھی کرایا گیا ہے کہ اعتدال پسندی اپنانے والے ہی موجبِ خیر و فلاح ہیں اور معتدل پسند زندگی بسر کرنے والے ہی راحت و سکون سے زندگی بسر کرسکتے ہیں۔ اسلام اعتدال اور میانہ روی کو زندگی کا حسن قرار دیتا ہے، تاکہ انسانی اعمال اسی اعتدال سے مزین ہو کر معاشرے کی تعمیر اور آخرت کی کامیابی کے موجب بنیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حسنِ اعتدال کی وضاحت اپنے احوال اور اپنے افعال سے فرمائی ہے۔ اعتدال اسلام میں عین مطلوب ہے، یعنی نہ تقوے کے نام پر افراط ہو اور نہ مصلحت کے نام پر ہوائے نفس سے کام لیا جائے۔ دین داری، مال داری اور اور محتاجگی وغیرہ تمام حالتوں میں اعتدال کا دامن تھامے رہنے کی ہدایت کی گئی ہے اور یہ اسلام کا گویا خاصہ ہے۔

فصل چہارم: قرآن وسنت میں اعتدال کا حکم: اللہ تعالیٰ نے اسلام کو ایسا دین بنایا ہے جس میں ہر اعتبار سے اعتدال و توازن پایا جاتا ہے اور اسلامی تعلیمات میں اعتدال کو بہت ہی اہمیت حاصل ہے۔ اگر یوں کہا جائے کہ اسلام ہی دین اعتدال ہے تو بیجا نہیں ہو گا اور نہ ہی مبالغہ ہو گا۔ امت مسلمہ کو ''امتِ وسط'' بھی در اصل اسی لئے ہی کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے امتِ مسلمہ کو وہ کردار عطا فرمایا جو اعتدال پر مبنی ہے۔ اس ضمن میں قرآن مجید کا یہ ارشاد گرامی انتہائی قابل قدر ہے:**وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا۔** [22] ترجمہ: اور ہم نے تم کو ایک معتدل امت بنایا ہے۔ اس آیت کریمہ میں امتِ محمدیہ سے خطاب کر کے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ ہم نے تمہیں درمیانی امت بنایا، جو راہِ اعتدال پر چلنے والی امت ہے۔ یعنی ایسی امت جو ہر معاملے میں اعتدال کے توازن کو برقرار رکھتی ہے۔ اور راہِ اعتدال سے ادھر ادھر نہیں بھٹکتی۔ جس طرح ایک ترازو کے دو پلڑے ہوتے ہیں اور دونوں میں وزن برابر رہتا ہے کوئی پلڑا ایک طرف نہیں جھکتا، بلکل اسی طرح یہ امت مسلمہ بھی متوسط رہتے ہوئے اعتدال و توازن کو قائم رکھتی ہے۔

قرآن میں اعتدال کا حکم: قرآن مجید کی بہت سی آیات ہیں جن میں اعتدال اور توسط کا حکم دیا گیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ زندگی کے ہر گوشے میں اعتدال کو مرغوب رکھتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:**وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ** [23] ترجمہ: اور اپنا ہاتھ نہ اپنے گردن سے باندھ لو اور نہ ہی اس کو کھول ہی دو۔ یعنی اس آیت کریمہ میں یہ تلقین کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں نہ تو اتنا بخیل ہو جائیں کہ کسی کو ایک پائی بھی نہ دیں اور نہ ہی اتنا ہاتھ کشادہ کریں کہ جو کچھ آپ کے پاس ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کریں اور خود بھکاری بن جائیں۔ بلکہ اس آیت میں دونوں انتہاؤں سے منع فرمایا گیا ہے اور یہ حکم دیا گیا کہ ان دونوں انتہاؤں کے بیچ جو اعتدال کی راہ ہے اس پر عمل کریں۔ تاکہ اپنے اہل خانہ اور اعزاء و اقرباء کی ضرورتیں بھی پوری ہو جائیں اور

خود پر بھی جو ذمیداریاں عائد ہوتی ہیں ان کی ادائیگی بھی ہو جائے۔

اسی طرح راہ اعتدال کی تعلیم دیتے ہوئے دوسری جگہ حکم خداوندی ہے کہ: **وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا** (24) ترجمہ: اور وہ لوگ جو جب خرچ کرتے ہیں تو نہ اسراف کرتے ہیں اور نہ ہی تنگی کرتے ہیں بلکہ میانہ روی (اعتدال) پر رہتے ہیں۔ اس آیت قرآنی سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں پسندیدہ لوگ وہی ہیں جو اس کی راہ میں نہ تو اسراف سے کام لیتے ہیں کہ خود دیوالیہ ہو کر بیٹھ جائیں اور نہ ہی بہت کم خرچ کرتے ہیں بلکہ ہر معاملے میں اعتدال کی روش پر چلتے ہیں۔ اور یہی راہِ اعتدال اللہ تعالیٰ کو مطلوب و محبوب ہے۔ اب اندازہ لگائیں کہ کس قدر حسنِ اعتدال کی بات کی گئی ہے کہ عبادت کے معاملے میں بھی اعتدال کی راہ کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

سنت میں اعتدال کا حکم: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: **والقصد القصد تبلغوا** (25) ترجمہ: میانہ روی اختیار کرو میانہ روی اختیار کرو مقصد حاصل کرلو۔ اس حدیث میں بھی اس بات کا حکم ملتا ہے کہ ہر معاملہ میں اعتدال کی راہ اپنالو، اپنے مقاصد میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ کیونکہ معتدل راہ اختیار کرنے کی وجہ سے مقاصد کے حصول میں آسانی حاصل ہو جاتی ہے اور معتدل راہ اختیار کرنے والا اپنے مقاصد کے حصول میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

اعتدال کا حکم: اسلام ہر پہلو سے اعتدال کا درس دیتا ہے۔ اور یہ اعتدال اسلامی تعلیمات میں ہر جگہ نظر آتا ہے۔ مسلم معاشرے میں انسانی زندگی کے ہر گوشے میں اعتدال کی راہ کو اپنانے کا حکم موجود ہے۔

اعتقادات میں اعتدال: اسلامی تعلیمات میں جہاں پر انسان کی زندگی کے ہر پہلو میں اعتدال کا حکم موجود ہے تو وہاں اعتقادات میں بھی اعتدال کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو یہود و نصاریٰ کی گمراہی کا سبب اعتدال کی دامن کو ترک کر دینا ہے۔ کیونکہ یہود و نصاریٰ نے خداوندی تعلیمات کو ترک کر کے حد سے متجاوز ہو گئے اور یوں وہ کفر کی گھاٹی میں گر گئے۔ جس سے اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کو ان الفاظ کے ساتھ منع فرمایا کہ: **قُلْ يَاأَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ** (26) ترجمہ: اے نبی ﷺ آپ فرمایئے اے اہل کتاب اپنے دین میں ناحق غلو نہ کریں۔ غلو فی الدین وہ تباہ کن چیز ہے کہ جس نے پچھلی امتوں کے دین کو دین ہی کے نام پر تباہ و برباد کر دیا ہے۔ اسی لئے آنحضرت ﷺ نے اپنی امت کو اس عظیم وبا سے بچانے کے لئے مکمل تدابیر فرمائی ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے اس فرمان سے معلوم ہوتا ہے کہ اعتقادات میں بھی حد سے تجاوز کرنا جائز نہیں ہے بلکہ اعتدال کی راہ اختیار کرنے کا حکم موجود ہے۔

عبادات و اعمال میں اعتدال:

عبادات و اعمال میں بھی اعتدال کا وصف نمایاں ہے اور یہی وصف اس امت کا طرّہ امتیاز ہے۔ یہاں نہ عیسائیوں کے مانند غلو ہے اور نہ ہی یہودیوں کی طرح تقصیر، بلکہ یہاں تو نبی کریم ﷺ نے یہاں تک ارشاد فرمایا کہ: **إياكم والغلو؛ فإنما هلك من كان قبلكم**

بالغلو في الدين [27] ترجمہ: دین میں غلو سے بچو، کیونکہ تم سے پہلے جو لوگ تھے، وہ دین میں غلو کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔ یعنی رسول اللہ ﷺ نے دین میں غلو سے منع فرمایا اور معتدل راہ کو پسند فرمایا۔ علاوہ ازیں عبادات و اعمال میں اعتدال اپنانے کی ترغیب ملتی ہے۔ جس سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ دینی امور کے ساتھ ساتھ دنیوی امور میں بھی میانہ روی اور اعتدال مطلوب ہی نہیں بلکہ از ضروری ہے۔

خرچ میں اعتدال: ایک آدمی کو خوش گوار زندگی گزارنے کے لیے خرچ کرنے میں بھی اعتدال سے کام لینا چاہیے۔ کھانا، کپڑا، مکان اور دیگر ضروریات زندگی میں اعتدال نہ رہے تو کچھ دنوں کے بعد فقیری گھیر لیتی ہے۔ پہلے سامان کی خریداری میں تنوع تھا مگر اب ضرورت کے بقدر بھی سامان میسر نہ ہو گا اور مجبوراً محتاجگی کی زندگی بسر کرنی ہو گی۔ اس لیے آنحضرت ﷺ نے خرچ کرنے میں بے اعتدالی کو ناپسند کیا اور امت کو یہ سنہرا پیغام دیا کہ: **ما عال من اقتصد** [28] ترجمہ: جس نے خرچ میں میانہ روی اختیار کی وہ فقیر و محتاج نہیں بنا۔ اللہ کے راستے میں خرچ کرنا بلاشبہ ایک محبوب عمل ہے مگر وہاں بھی اعتدال اور توازن برقرار رکھنے کا حکم دیا گیا ہے کہ نہ تو اپنا ہاتھ بالکل سمیٹ لو اور انتہائی بخل سے کام لو کہ ضرورت پڑنے پر بھی خرچ نہ کیا جائے اور نہ اتنی سخاوت سے کام لینا چاہیے کہ خود وہ محتاج اور تہی دست ہو جائے۔ آج کسی کے فقر و احتیاج پر اتنا اثر لیا کہ سارا مال اس پر قربان کر دیا اور جب کل خود اس کو ضرورت پیش آئی تو دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلا رہا ہے۔ خرچ کی یہ بد نظمی اللہ کو پسند نہیں ہے، یہاں بھی میانہ روی کا خیال رکھنا چاہیے۔

اخلاقیات میں اعتدال: اسلام نے اخلاق کے بارے میں بھی میانہ روی کا حکم دیا ہے اسلام نے افراط و تفریط سے پاک اخلاقی تعلیمات دی ہیں. کچھ مذاہب نے افراط سے کام لیا اور انسان کو مسکین سمجھ کر ایسے اخلاقی مطالبے کیے جو اسکے بس میں نہیں تھے اور دوسری طرف کچھ مذاہب نے تفریط سے کام لیتے ہوئے انسان کو حیوان محض سمجھ کر اس سے سارے اخلاقی حقوق چھین لیے اور اس سے ایسا سلوک کیا جو انسان کے شایان شان نہیں۔ اسلام کی ساری اخلاقی تعلیمات میانہ روی کے سنہری اصول کے مطابق ہیں۔ کرم، بخل اور اسراف کے درمیان حسین اخلاقی تعلیم ہے۔ شجاعت، سستی اور بے جا ظلم کے درمیان راہ اعتدال ہے۔ محبت اور بغض میں بھی راہ اعتدال کا درس ہے محبت میں حد سے زیادہ نہ بڑھا جائے اور بغض میں بھی حد سے بڑھنے سے روکا گیا ہے۔ اسی طرح چال وچلت میں بھی میانہ روی اور اعتدال کی ترغیب موجود ہے۔ جیسا کہ حضرت لقمان کے نصائح میں ارشاد ہے" واقصد فی مشیک" یعنی اپنی چال میں میانہ روی اختیار کرو، نہ بہت دوڑ بھاگ کر چلو کہ وہ وقار، متانت اور سنجیدگی کے خلاف ہے۔ اور اس طرح چلنے سے خود اپنے آپ کو یا دوسروں کو تکلیف بھی پہنچ سکتی ہے اور بہت آہستہ بھی نہ چلو جو تکبر اور تصنع کرنے والوں کی عادت ہے۔ بہت آہستہ چلنا عورتوں کی عادت ہے جو شرم وحیا کی وجہ سے تیز نہیں چلتیں یا پھر بیماروں کا طریقہ ہے جو اس پر مجبور ہے۔ چال میں افراط و تفریط کی دونوں قسموں سے منع کیا گیا اور عام حالات میں چال چلن کو بھی معتدل رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ طرز معاشرت یقیناً انسانی فلاح و بہبود کا ضامن ہے۔

خاتمہ　اعتدال کے فوائد و فضیلت:　اعتدال کے فوائد:　(۱) اعتدال امن کا ظامن ہے:

اعتدال امن کا فروغ دیتا ہے اور خطرات کا ظامن ہے، اس لئے کہ کسی بھی شی کے اطراف عام طور پہ مصائب کی زد میں آتے ہیں، جبکہ بیچ کا حصہ محفوظ ہوتا ہے۔ جو لوگ معتدلانہ سوچ کے حامل نہیں ہوتے بلکہ انتہا پسندی کے سوچ کے حامل ہوتے ہیں وہ کسی معاملے میں درست فیصلہ نہیں کرتے اور یوں وہ امن کے داعی نہیں ہوتے بلکہ وہ لوگ خطرات کا سامنا کرتے ہیں۔ اور جو لوگ معتدلانہ رویہ اختیار کرتے ہیں وہ کسی معاملے میں متعدل طریقہ اختیار کرنے کی وجہ سے امن میں ہوتے ہیں اور کسی بھی قسم کے خطرات کا سامنا نہیں کرتے۔

(۲) اعتدال قوت ہے: اعتدال قوت ہے، اس لئے کہ بیچ کا حصہ ہی مرکز قوت ہوتا ہے۔ جیسا کہ کسی انسان کی جوانی ہی کو دیکھ لیجئے کہ وہ قوت کا مرحلہ ہوتا ہے۔ اُس کے لئے جوانی میں ہر کام آسان ہوتا ہے۔ اور بچپن و بڑھاپے دونوں مرحلوں کے بیچ کا مرحلہ ہوتا ہے، اور بچپن اور بڑھاپے کے مرحلوں میں ضعف ہوتا ہے۔

(۳) اعتدال مرکز وحدت ہے: اعتدال مرکز وحدت ہوتا ہے۔ کیونکہ اطراف تو بے شمار ہوتے ہیں لیکن "وسط" (درمیانی حصہ) ایک ہی ہوتا ہے۔ تمام اطراف مل کر وسط کے طرف ہی آتے ہیں، اس لئے کہ یہ مرکز ہوتا ہے۔ دائرہ کا مرکز بھی اس کے بیچ میں ہوتا ہے۔ گرد و پیش سے آنے والے تمام خطوط اس کے پاس آکر مل سکتے ہیں۔ بالکل اسی طرح معتدل فکر کے لوگ توازن و اعتدال پر وحدت میں ہوتے ہیں، ان کی ایک ہی سوچ ہوتی ہیں اور وہ یہ ہوتی ہے کہ ہر معاملہ میں معتدلانہ رویہ ہو۔ کیونکہ انتہا پسندی جس قدر شدید ہو گی اختلاف بھی اسی قدر شدید ہو گا۔ جبکہ اعتدال فکری وحدت کا مرکز و سرچشمہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انتہا پسندانہ افکار و نظریات ایک ہی امت کے فرزندوں کے درمیان جیسا اختلاف و افتراق پیدا کرتے ہیں اور پھر وہ معتدلانہ سوچ اختیار نہیں کرتے۔

اعتدال کی فضیلت:

- اعتدال کی صفت انسان کو محترم اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں محبوب بنادیتی ہے۔
- اعتدال کی صفت انبیاء علیہ السلام کی صفت ہے۔
- اعتدال کی صفت انسان کو افراط و تفریط سے محفوظ رکھتی ہے۔ اور اُس کی شخصیت کو جامع اور متوازن رکھتی ہے۔
- اعتدال پسندی قیامت کے دن بندے کے حساب و کتاب میں باعثِ تخفیف ہو گی۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وأما الذين اقتصدوا، فأولئك يحاسبون حسابا يسيرا. [29] ترجمہ: اور جن لوگوں نے اعتدال پسندی اختیار کی، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُن سے حساب آسانی سے لے گا۔

نتائج

ہمارے مقالہ سے یہ نتیجہ حاصل ہوا

۱۔ اسلامی معاشرے میں کوئی شخص اعتدال کے بغیر خوشگوار زندگی نہیں گزار سکتا۔

۲۔ اگر عقائد میں اعتدال نہ ہو گا تو معاشرے میں مذہبی انتہاپسندی اور رہبانیت وجود میں آئیں گی۔

۳۔ اعتدال کے بغیر معاشرتی معاملات میں زندگی بسر کرنا مشکل ترین ہو جائے گی۔

۴۔ اسلام کے ساری اخلاقی تعلیمات اعتدال کے سنہری اصول کے مطابق ہیں۔

۵۔ اعتدال کے بغیر انسان اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں محبوب نہیں بن سکتا۔

حواشی وحوالہ جات

---

(1) البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب الدین یسر، الحدیث:۳۹، جلد ۱، ص۱۶، مطبع دار الطوق النجاۃ۔

(2) فیروز آبادی، محمد بن یعقوب، القاموس المحیط، صفحہ ۱۰۳۰، مطبع مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، سن اشاعت ۲۰۰۵ع۔

(3) الزبیدی، محمد مرتضیٰ، تاج العروس، جلد ۲۰، صفحہ ۱۷۴، مطبع دار الهدایا، سن اشاعت ندارد۔

(4) قرآن، سورہ البقرہ، آیت:۱۴۳۔

(5) البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب قول اللہ: انا ارسلناک۔۔۔ الخ، الحدیث:۳۳۳۹، جلد ۴، ص ۱۳۴، مطبع دار الطوق النجاۃ۔

(6) تفسیر الماوردی، سورہ البقرہ، تحت آیت:۱۴۳، ج ۱، ص۱۹۹، مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت، سن اشاعت نہ دارد۔

(7) ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، ابواب السنۃ، باب اتباع رسول اللہ، الحدیث:۱۱، ج ۱، ص۸، مطبع دار الرسالۃ العالمیۃ، سن اشاعت:۲۰۰۹ء۔

(8) المناوی، عبد الرؤف، التوقیف علی مهمات التعاریف، فصل الدال، صفحہ ۲۳۷، مطبع عالم الکتب مصر، سن اشاعت:۱۹۹۰ء۔

(9) امام مالک بن انس، موطا امام مالک، جلد ۱، صفحہ ۱۷۰، مطبع مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، سن اشاعت:۱۴۱۲ھ۔

(10) البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب تالیف القرآن، الحدیث:۴۹۹۳، جلد ۶، ص۱۷۵، مطبع دار الطوق النجاۃ۔

(11) قرآن، سورہ الجمعہ، آیت:۹، ۱۰۔

(12) التبریزی، محمد بن عبد اللہ، مشکاۃ المصابیح، کتاب العلم، الفصل الثالث، الحدیث:۲۵۲، ج ۱، ص ۸۴، مطبع المکتب الاسلامی بیروت۔

(13) البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب اذا صلی بنفسہ فیطول بماشاء، الحدیث:۷۰۳، جلد ۱، ص ۱۴۲، مطبع دار الطوق النجاۃ۔

(14) الترمذی، سنن، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی الاقتصاد فی الحب، الحدیث:۱۹۹۷، ج ۳، ص۴۲۸، مطبع دار الغرب الاسلامی، سن اشاعت:۱۹۹۸ء۔

(15) الترمذی، سنن، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی الاقتصاد فی الحب، الحدیث:۱۹۹۷، ج ۳، ص۴۲۸، مطبع دار الغرب الاسلامی، سن اشاعت:۱۹۹۸ء۔

(16) قرآن، سورہ الجمعہ، آیت:۹، ۱۰۔

(17) احمد بن حنبل، مسند الامام احمد بن حنبل، الحدیث:۱۸۵۱، جلد ۳، ص ۳۵۰، مطبع مؤسسۃ الرسالۃ بیروت۔

(18) قرآن، سورہ البقرہ، آیت:۲۲۹۔

(19) قرآن، سورہ الطلاق، آیت:۱۔

(20) احمد بن حنبل، مسند الامام احمد بن حنبل، الحدیث:۱۳۰۷۹، جلد ۲۰، ص ۳۶۳، مطبع مؤسسۃ الرسالۃ بیروت۔

(21) احمد بن حنبل، مسند الامام احمد بن حنبل، الحدیث:۱۳۰۷۹، جلد ۲۰، ص ۳۶۳، مطبع مؤسسۃ الرسالۃ بیروت۔

(22) قرآن، سورہ البقرہ، آیت:۱۴۳۔

(23) قرآن، سورہ الاسراء، آیت:۲۹۔

(24) قرآن، سورہ الفرقان، آیت:۶۷۔

(25) البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب القصد والمداومۃ علی العمل، الحدیث:۶۴۶۳، جلد ۸، ص ۹۸، مطبع دار الطوق النجاۃ۔

(26) القرآن، سورۃ المائدۃ، آیت نمبر:۷۷۔

(27) احمد بن حنبل، مسند الامام احمد بن حنبل، الحدیث:۳۲۴۸، جلد ۵، ص ۲۹۸، مطبع مؤسسۃ الرسالۃ بیروت۔

(28) طبرانی، معجم الاوسط، الحدیث:۵۰۹۴، جلد ۵، ص ۲۰۶، مطبع: دار الحرمین مصر،

(29) احمد بن حنبل، مسند الامام احمد بن حنبل، الحدیث:۲۱۷۲۷، جلد ۳۶، ص ۵۷، مطبع مؤسسۃ الرسالۃ بیروت۔

BIBLIOGRAPHY

- Al-Bukhari, Muhammad Bin Ismail, Sahih Al-Bukhari, Kitab-ul-Iman, Babuddin Usr, Al-Hadis-39, Jild-1, Page-16, Mutba Darul Tauqun Nijat.
- Firoz Abadi, Muhammad bin Yaqoob, Al-Qamoosul Muheet, Page-1030, Matba Mosasatul Risalah Bairut, San-e-Ishaat 2005AD.
- Al-Zubaidi, Muhammad Murtaza, Tajul Uroos, Jild-20, Page-174, Matba Daul Hidaya, San-e-Ishaat Nadarid.
- Al-Quran, Surah Al-Baqarah, Ayat-143.
- Tafseerul Marudi, Surah Al-Baqarah, Tehat Ayat-143, Jild-1, Page-199, Matba Darul Kutub Ilmia Bairut, San-e-Ishaat Nadarid.
- Ibn-Maja, Sunan Ibn-e-Maja, Abwabul Sunnah, Bab Iteba-e-Rasool Allah, Al-Hadis-11, Jild-1, Page-8, Matba Darul Risalatul Aamiah, San-e-Ishaat-2009.
- Al-Manavi, Abdul Rauf, Al-Tauqeef Ali Mehmatul Taareef, Faslul Dal, Page-237, Matba Aalimul Kutub Misr, San-e-Ishaat-1990.
- Imam Malik bin Anas, Muta Imam Malik, Jild-1, Page-170, Matba Mosasatul Risalah Bairut,

San-e-Ishaat-1412A.H.

- Al-Bukhari, Muhammad bin Ismael, Sahih Bukhari, Kitab Fazailul Quran, Bab Taleeful Quran, Al-Hadis-4993, Jild-6, Page-175, Matba Darul Tauqun Nijat.
- Al-Quran, Surah Jumma, Ayat-9, 10.
- Al-Tabrezi, Muhammad bin Abdullah, Mishquatul Masabih, Kitabul-Ilm, Al-Faslul Salis, Al-Hadis-252, Jild-1, Page-84, Matba Al-Maktabul Islami, Bairut.
- Al-Tirmazi, Sunan al-Tirmazi, Abwabul Bir Wassilat, Bab Maja fil Iqtesad fil Hub wal Bughz, Al-Hadis-1997, Jild-3, Page-428, Matba Darul Gharb Al-Islami, San-e-Ishaat 1998.
- Ahmed bin Hanbal, Masnad Imam Ahmed bin Hanbal, Al-Hadis-1851, Jild-3, Page-350, Matba Mosasatul Risalah, Bairut.
- Tibrani, Mujimul Osat, Al-Hadis-5094, Jild-5, Page-206, Matba Darul Harmain, Misr.

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.